ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.8.No.3 2025

جاوید احمد غامدی صاحب کا واقعہ غار حرا پہ موقف
صحیح بخاری کی حدیث سے متعلق ایک تحقیقی جائزہ

GHAMDI,S POSITION ON THE INCIDENT OF HIRA CAVE
A RESEARCH VIEW ON THE HADITH SAHI BUKHARI

Nasir Mehmood Shahzad[1]

Abstract:

This research article introduces a critical examination of the objection made by Javed Amed Ghamidi against the historical accuracy of the Cave of the Hira event and the first revelation (Wahy). Javed Ahmed Ghamidi is doubtful of the chain of narration (isnad) from Urwah ibn al-Zubayr through al-Zuri and Sayyida Aishah (RA) and terms the whole narration as a subsequent fabrication by Muslim Saints. This article evaluates the strength of his claim by a detailed analysis of the hadith in Sahih Bukhari narrated by Aishah (RA), which has been held as the foundational report on the commencement of revelation.

This article employs both historical analysis and classical hadith methodology to investigate the chain of narrators, integrity of context, and congruence with early Islamic sources. It also investigates the Fatrah al-Waḥi (gap in revelation) and the psychological and spiritual effects experienced by the Prophet Muhammad ﷺ during this time as shown in authentic biographical and hadith literature.

By examining other early Sirah sources and commentaries on hadith, the paper tries to bring out the scholarly consensus over the reliability of the narration and its foundational role in understanding the commencement of Prophet hood. It also concerns whether Jawed Ahmed Ghamidi's claim is scholarly and weighty within the general context of hadith criticism.

This article will prove useful to researchers who are interested in early Islamic history, hadith sciences, and modern debate on prophetic revelation. It provides fresh points of reflection for both modern academics and traditional scholars aiming to cross classical Islamic knowledge with modern critical thinking.

key Words: Cave of the Hira, chain of narration, fabrication by Muslim Saints, Fatrah al-Waḥy, Islamic sources

تعارف و پس منظر واقعہ نزول وحی:

الحمدلله رب العالمین ، والصلوٰة والسلام علیٰ من لا نبی بعده۔عم بعد۔

یہ کائنات بحر ظلمات میں ڈوبی ہوئی تھی، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا، کہیں روشنی کی ہلکی سی کرن نظر نہیں آ رہی تھی، عرب کے بدو ہوں یا کسی دوسرے ملک کے شہری ہر طرف گھٹاٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اتنے میں مکہ شہر میں عبدالمطلب کے مرحوم فرزند (عبداللہ) کے گھر حضرت آمنہ کے ہاں 9 ربیع الاول[2] بروز پیر ایک چاند طلوع ہوتا ہے۔ جو کہ اس ساری دنیا کے اندھیروں میں ایک روشنی کی کرن لاتا ہے۔ ان کا نام نامی ان کے دادا محمدؐ اور اور والدہ احمدؐ رکھتی ہیں۔ بہتر پرورش اور اچھی صحت کے لئے گاؤں کی طرف بھیجا جاتا ہے اور یہ ذمہ داری حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے حصے میں آتی ہے۔[3] اپنے بچپن سے لیکر جوانی تک خود کو معاشرے میں پھیلی برائیوں سے اس طرح بچا کر رکھتے ہیں جیسے ایک سفید بے داغ چادر ہو، کہ جس پہ ہلکا سا بھی داغ اگر لگ جائے تو دور سے نظر آئے، لیکن آپؐ کا کردار اس سفید چادر سے بھی زیادہ بے داغ رہتا ہے، اور وہ گناہوں میں لت پت معاشرہ آپؐ کو صادق اور آمین کے القابات دیتا ہے، جہاں سے گزرتے ہیں لوگ کہتے کہ وہ دیکھو سچا آ رہا ہے وہ دیکھو امانتوں کا آمین آ رہا ہے۔ اور یہ سارے القابات یہ ساری تعریفیں آپؐ کی نبوت سے قبل کی ہو رہی ہیں۔ چونکہ آپؐ اس گناہوں بھری دنیا سے بے زار تھے، تو جب آپؐ کی عمر مبارک

---

[1] M.phil (Islamic Studies) Teacher of Islamic Studies FGDC Attock Cantt.
nasirshahzad247@gmail.com

[2] مبارکپوری، صفی الرحمان، الرحیق المختوم، ص:83، المکتبہ سلفیہ، لاہور۔ 2002

[3] سیرت رسول پاکؐ، بروایت ابن اسحاق، ترجمہ اردو: علامہ محمد اطہر نعیمی، ص:142، مکتبہ نبویہ لاہور، 2000

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

چالیس سال کے قریب پہنچی تو آپ ﷺ مکہ کے قریب ایک غار، جس کا نام حرا ہے، وہاں تشریف لے جاتے، عبادت و ریاضت میں مگن ہو جاتے، آپ ﷺ کو اس وقت سچے خواب آنا شروع ہو گئے، جو خواب میں دیکھتے وہ عملی زندگی میں ہو جاتا۔

یہ وہ پس منظر ہے جو کہ نزول وحی سے متعلق ہے، اور اس کے بعد پہلی وحی کا نزول ہوتا ہے، جس پہ مختلف احادیث میں وضاحت کی گئی، کچھ علما کا اختلاف بھی رہا، لیکن جمہور اہل سنت نے غار حرا میں سورہ علق کی ابتدائی آیات کو پہلی وحی قرار دیا اور یہ سیرت کی کتب اور احادیث کی کتب میں مکمل واقعہ درج ہے۔ اور اس واقعے کو غامدی صاحب نے ایک من گھڑت اور صوفیانہ واقعہ قرار دیا، اور صحیح بخاری کی روایت پہ ہی اعتراض کر دیا، اس لئے اس حدیث اور اس سے متعلقہ آثار کو نقل کیا گیا اور حدیث کی سند پہ بھی بحث کی گئی، اس تحقیقی آرٹیکل کا مقصد طالبانِ علم کے لئے حقائق کی تلاش اور مزید تحقیق کی راہوں کو سامنے لانے کی سعی ہے۔

پہلی وحی کا نزول۔

مصنف کتاب محمد بن اسحاقؒ لکھتے ہیں کہ امام زہری کے ذریعے سے سیدہ عائشہؓ سے ہم تک یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ حضرت جبرئیلؑ قیام رمضان میں سورہ علق کی پہلی آیات ایک سبز دیباج پہ لکھی ہوئی لائے اور میرے (حضورﷺ) کے سامنے وہ کھول کہ کہا کہ اسے پڑھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں پڑھ سکتا، اور پھر جبرئیل امین نے زور سے بھینچا اور پھر دوبارہ کہا پڑھیئے یہ امر تین بار ہوا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے کہا کہ کیا پڑھوں تو جبرئیلؑ نے سورہ علق کی پہلی پانچ آیات (اقرا ء باسم ربک الذی خلق۔۔۔ الخ) تک پڑھیں تو آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ وہ آپ کے قلب مبارک پہ نقش ہو چکی تھیں۔[4]

جاوید احمد غامدی صاحب کا اعتراض اور اس کا تحقیقی جائزہ۔

غامدی صاحب کا یہ اعتراض ایک ویڈیو بیان میں ہے۔[5] غامدی صاحب ایک حدیث پیش کرتے ہیں جو کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے اور صحیح بخاری کو اہل سنت میں قرآن کریم کے بعد مستند ترین کتاب مانا جاتا ہے۔ لہٰذا ان کی یہ دلیل بھی کمزور نہیں ہے اور اس کا رد کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ وہ واقعہ غار حرا پر مکمل سیشن کرتے ہیں اور باقاعدہ اس واقعے کو جھٹلا دیتے ہیں کہ اس طرح سے وحی کا آغاز نہیں ہوا، بلکہ یہ بہت بعد میں صوفیا نے اپنی طرف سے ایک واقعہ بنا کہ پیش کر دیا اور اس قدر مشہور کر دیا کہ وہ بالکل سچ کہلانے لگا، لیکن پہلے حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں اور پھر اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ حدیث درج ذیل ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ، حَدَّثَنَا حَرْبٌ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى ، قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ ، فَقَالَ : يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ سورة المدثر آية 1 ، فَقُلْتُ : أُنْبِئْتُ أَنَّهُ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سورة العلق آية 1 ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ : سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ ، فَقَالَ : يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ سورة المدثر آية 1 ، فَقُلْتُ : أُنْبِئْتُ أَنَّهُ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سورة العلق آية 1 ، فَقَالَ : لَا أُخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : جَاوَرْتُ فِي حِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ ، فَاسْتَبْطَنْتُ الْوَادِيَ ، فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي ، وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ ، فَقُلْتُ : دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا ، وَأُنْزِلَ عَلَيَّ يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ { 1 } قُمْ فَأَنْذِرْ { 2 } وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ { 3 } سورة المدثر آية 1-3 .[6]

میں نے ابو سلمہ سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ فرمایا کہ یا أيها المدثر میں نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ اقرأ باسم ربك الذي خلق سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ ابو سلمہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا کہ قرآن کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ يا أيها المدثر ”اے کپڑے میں لپٹنے والے!“ میں نے ان سے یہی کہا تھا کہ مجھے تو خبر ملی ہے کہ اقرأ باسم ربك الذی خلق سب سے پہلے نازل ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں وہی خبر دے رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے غار حرا میں تنہائی اختیار کی جب میں وہ مدت پوری کر چکا اور نیچے اتر کر وادی کے بیچ میں پہنچا تو مجھے پکارا گیا۔ میں نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھا اور مجھے دکھائی دیا کہ فرشتہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ پھر میں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی یا أيها المدثر ”اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھیے پھر لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی کیجئے۔“

[4] سیرت رسول پاکﷺ، بروایت ابن اسحاق: ص:182

[5] https://youtu.be/cRtch96ipK4?si=N6cuLx3v4j9cfaaO

[6] بخاری، محمد بن اسماعیل،صحیح بخاری ، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ: وربک فکبر ، رقم الحدیث: 4924، مطبوعہ المیزان، لاہور، 2016

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.8.No.3 2025

اب یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور جیسا کہ صحیح بخاری کے بارے میں تمام علمائے اہل سنت کا متفقہ نظریہ یہ ہے کہ یہ صحیح احادیث پہ مبنی کتاب ہے، کہ جن احادیث کی نہ تو سند اور نہ ہی متن پہ کسی قسم کا کلام ہے۔ لیکن صحیح بخاری ہی میں امام بخاریؒ نے بدءالوحی کے نام سے پورا باب قائم کیا ہے جس میں انہوں نے وحی کی ابتدا کیسے ہوئی اس سے متعلق احادیث لے کر آئے ہیں۔ جن میں تیسری حدیث ہی اس سارے واقعے پہ مبنی ہے جس کا ذکر تعارف میں کیا گیا جو کہ سیرت کی کتابوں میں بھی ملتا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ، أَنَّهَا ، قَالَتْ : أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ ، فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ ، فَقَالَ : اقْرَأْ ، قَالَ : مَا أَنَا بِقَارِئٍ ، قَالَ : فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي ، فَقَالَ : اقْرَأْ ، قُلْتُ : مَا أَنَا بِقَارِئٍ ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي ، فَقَالَ : اقْرَأْ ، فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ : اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ { 1 } خَلَقَ الإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ { 2 } اقْرَأْ وَرَبُّكَ الأَكْرَمُ { 3 } سورة العلق آية 1-3 ، فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ ، فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، فَقَالَ : زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي ، فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ، فَقَالَ لِخَدِيجَةَ ، وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ : لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي ، فَقَالَتْ خَدِيجَةُ : كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا ، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ، فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ ، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ ، فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ : يَا ابْنَ عَمِّ ، اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ ، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ : يَا ابْنَ أَخِي ، مَاذَا تَرَى ، فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى ، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ : هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا ، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ ، قَالَ : نَعَمْ ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ، ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ[7].

آنحضرت ﷺ پر وحی کا ابتدائی دور اچھے سچے پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا۔ آپ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔ پھر من جانب قدرت آپ تنہائی پسند ہو گئے اور آپ ﷺ نے غار حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت اور یاد الٰہی و ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ جب تک گھر آنے کو دل نہ چاہتا توشہ ہمراہ لیے ہوئے وہاں رہتے۔ توشہ ختم ہونے پر ہی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور کچھ توشہ ہمراہ لے کر پھر وہاں جا کر خلوت گزیں ہو جاتے، یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ پر حق منکشف ہو گیا اور آپ غار حرا ہی میں قیام پذیر تھے کہ اچانک حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! پڑھو آپؐ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھو، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا کہ پڑھ! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ پڑھو اپنے رب کے نام کی مدد سے جس نے پیدا کیا اور انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھو اور آپ کا رب بہت ہی مہربانیاں کرنے والا ہے۔ پس یہی آیتیں آپ حضرت جبریل علیہ السلام سے سن کر اس حال میں غار حرا سے واپس ہوئے کہ آپ کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا۔ آپ حضرت خدیجہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو۔ لوگوں نے آپ کو کمبل اوڑھا دیا۔ جب آپ کا ڈر جاتا رہا۔ تو آپ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اور فرمانے لگے کہ مجھ کو اب اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ کا خیال صحیح نہیں ہے۔ خدا کی قسم! آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں، آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایسے اوصاف حسنہ والا انسان یوں بے وقت ذلت و خواری کی موت نہیں پا سکتا۔ پھر مزید تسلی کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچازاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسب منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ (انجیل سریانی زبان میں نازل ہوئی تھی پھر اس کا ترجمہ عبرانی زبان میں ہوا۔ ورقہ اسی کو لکھتے تھے) وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ کے حالات بیان کیے اور کہا کہ اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد ﷺ) کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجیئے وہ

---

[7] صحیح بخاری، کتاب بدءالوحی، رقم الحدیث:03

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

بولے کہ بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے، اس کی تفصیل سناؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے از اول تا آخر پورا واقعہ سنایا، جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس (معزز راز دان فرشتہ) ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش، میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول کریم ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے ؟ (حالانکہ میں تو ان میں صادق و امین و مقبول ہوں) ورقہ بولا ہاں یہ سب کچھ سچ ہے۔ مگر جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر کچھ عرصہ تک وحی کی آمد موقوف رہی۔

دوسری اسناد کے بعد اعتراضات کا جائزہ لیا جائے گا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ . ح وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ سَلْمَوَيْهِ ، قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَتْ[8]

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ[9]

یہی حدیث امام بخاریؒ کتاب التفسیر میں بھی لائے ہیں، جہاں انہوں نے پہلے حدیث نمبر 3 کی سند درج کی اس کے بعد وحدثنی سعید بن مروان کہہ کر دوسری سند بیان کی، اور پھر یہی حدیث کتاب التعبیر میں بھی بیان کی اور وہاں بھی پہلے حدیث نمبر 3 کی سند بیان کی اور اس کے بعد وحدثنی عبداللہ بن محمد کہہ کر اس کی تیسری سند بھی بیان کر دی، مختلف اسناد جا کہ امام زہریؒ پہ مل جاتی ہیں اس لئے معترضین کا اعتراض امام زہریؒ کی شخصیت اور کبھی کبھی حضرت عائشہؓ کا اس واقعے کے وقت نہ ہونا قرار دیا جاتا ہے، اب ان دونوں شخصیات پہ لگائے گئے اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں۔

اب یہ حدیث صحیح بخاری میں اسی طرح بیان ہوئی اور اس میں وحی کی ابتدا کا مکمل ذکر ہے کہ کیسے پہلے سچے خواب آنا شروع ہوئے پھر وحی کی پہلی آیات جو کہ سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات بنتی ہیں، لیکن غامدی صاحب صحیح بخاری کی حدیث نمبر 4924 سے یہ استدلال لیتے ہیں کہ پہلی آیات سورہ مدثر کی ہیں، اور وہ حدیث کی سند پہ اعتراض اٹھاتے ہیں اور اس حدیث کو مرسل قرار دیتے ہیں کہ اس میں امام بخاری نے یہ الفاظ استعمال نہیں کئے کہ اماں عائشہؓ نے یہ بات نبی اکرمؐ سے سنی۔ دوسرا اعتراض ان کا یہ بھی ہے کہ وحی کی جب ابتدا ہوئی تو حضرت عائشہؓ کم سن تھیں۔ تو غامدی صاحب کا اعتراض اس حدیث کی سند پہ ہے۔ پہلے حضرت عائشہؓ کے بارے میں غامدی صاحب کی اپنی کتاب سے رائے جان لیتے ہیں کہ حدیث کے صحیح ہونے کا وہ کیا معیار مقرر کرتے ہیں۔ وہ تین چیزوں کا ذکر کرتے ہیں، راویوں کی عدالت، ان کا ضبط، اور روایت کا اتصال۔

"صحابہ کرامؓ کی عدالت البتہ اس سے مستثنیٰ ہے، اس لئے کہ اس کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں دی ہے۔ ملاحظہ ہو آل عمران۔ 3:110"[10]

اسی ویڈیو کلپ میں وہ حضرت عائشہؓ کو نبی کریمؐ کی صحابیہؓ مانتے ہیں، اور کتاب المیزان میں وہ ذکر کرتے ہیں باقاعدہ فٹ نوٹ پہ کہ صحابہؓ کی عدالت پہ کسی قسم کا کوئی اعتراض قائم نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ حدیث جس پہ حضرت عائشہؓ کی وجہ سے ایک اعتراض تھا کہ وہ کم سن تھیں یا اس وقت وہ نہیں تھیں جب آپؐ پہ وحی نازل ہوئی، تو چونکہ وہ آپؐ کی شریک حیات رہیں اور وہ یہ روایت جب بیان کر رہی ہیں تو بلاشبہ حضرت عائشہؓ نبی کریمؐ سے نہ صرف باقاعدہ ملاقات کا شرف رکھتی ہیں بلکہ ام المومنینؓ بھی ہیں تو اس وجہ سے اس حدیث پہ حضرت عائشہؓ کے حوالے سے اعتراض اٹھانا سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیونکہ جو نزول وحی کا واقعہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا ہو گا انہوں نے وہی روایت کیا، ورنہ تو حضرت عائشہؓ کے کردار پہ حرف آتا ہے (معاذ اللہ)۔ دوسری اہم بات کہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں جس قدر احادیث نقل کی ہیں، تو اس کے لئے جو معیار قائم کیا گیا وہ تمام احادیث اس معیار پہ پوری اترتی ہیں، تب ہی انہوں نے انہیں اپنی صحیح میں نقل کیا، جو کہ صحیح ترین کتاب ہے (بعد کتاب اللہ)۔

[8] صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، رقم الحدیث: 4953
[9] صحیح بخاری، کتاب التعبیر، رقم الحدیث: 6982

[10] غامدی، جاوید احمد، المیزان، ص: 61۔ المورد ادارہ علم و تحقیق، شرکت پرنٹنگ پریس لاہور، 2009

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"غامدی صاحب فرماتے ہیں: یہ صوفیاء کا وضع کردہ افسانہ ہے؟ مسلمانوں کی تاریخ اور تاریخی واقعات پر صوفیاء کی گرفت اس قدر مضبوط کب رہی ہے کہ وہ تاریخی ریکارڈ کے خالق وجاعل بن گئے ہوں؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر دور میں علماء، صوفیاء اور حکماء میں مسلسل علمی، فکری اور عملی تصادم چلا آیا ہے جس نے ہر فریق کے وضعیات کو بغیر کسی تردد کے طشت از بام کیا ہے"[11]

امام جریر طبریؒ اپنی تفسیر سورہ علق کے بیان میں رقمطراز ہیں۔

"وقيل: ان هٰذه اول سورة نزلت فی القرآن علی رسول الله ﷺ"[12]

سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی وہ سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات ہی ہیں۔اس کی مزید تفصیل تفسیر طبری میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔[13]

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی شاہکار تصنیف الاتقان فی علوم القرآن میں اس بات کو مختلف حوالوں سے نقل کرتے ہیں،

"قرآن کریم کے سب سے پہلے نازل ہونے والے حصہ کے بارے میں مختلف قول آئے ہیں، قول اول جو صحیح بھی ہے وہ یہ کہ سب سے اول اقراء باسم ربک الذی کا نزول ہوا، شیخین اور دیگر محدثین نے بی بی عائشہؓ سے روایت کی۔"[14]

اور اسی طرح علوم القرآن میں تقی عثمانی صاحب بھی اسی سے متفق نظر آتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" صحیح قول یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ پہ قرآن کریم کی سب سے پہلی جو آیتیں اتریں وہ سورہ علق کی ابتدائی آیات ہیں۔"[15]

اس کے بعد وہ تمام احادیث ذکر کرتے ہیں جو کہ اس بات پہ دال ہیں کہ پہلی وحی کون سی ہے، اب صحیح بخاری ہی میں سے دوسری روایات کا مطالعہ کرتے ہیں تاکہ جو حقیقت ہے وہ واضح ہوسکے، یہ دو احادیث دو سندوں سے روایت کی گئی ہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ . ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، قَالَ الزُّهْرِيُّ : فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ ، فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ : فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، فَجَئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا ، فَرَجَعْتُ ، فَقُلْتُ : زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ إِلَى وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ سورة المدثر آية 1 - 5 قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ .[16]

میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ درمیان میں وحی کا سلسلہ رک جانے کا حال بیان فرمارہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں رورہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کے ڈر سے گھبرا گیا پھر میں گھر واپس آیا اور خدیجہؓ سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھادو، مجھے کپڑا اوڑھادو۔ انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھادیا پھر اللہ تعالیٰ نے آیت یا أيها المدثر سے فاهجر تک نازل کی۔ یہ سورت نماز فرض کئے جانے سے پہلے نازل ہوئی تھی الرجز سے مراد بت ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ : فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ ، قَالَ فِي حَدِيثِهِ : بَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي ، فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَفَرِقْتُ مِنْهُ ، فَرَجَعْتُ ، فَقُلْتُ : زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي ، فَدَثَّرُوهُ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ { 1 } قُمْ فَأَنْذِرْ { 2 } وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ { 3 } وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ { 4 }

---

[11] https://www.ghamidi.org/Published On September 24, 2024/ ڈاکٹر خضر یسین/ غامدی صاحب: تصوف اور غار حرا کی روایات

[12] طبری، ابو جعفر ابن جریر طبری، تفسیر طبری، ج:24، ص:527، مرکز البحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ بدار ھجر، القاہرہ۔ 2001

[13] تفسیر طبری، حوالہ مذکور: نمبر:10

[14] سیوطی، علامہ جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، مترجم، محمد حلیم انصاری، ص:56، ج:اول، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1982

[15] عثمانی، حضرت مولانا محمد تقی، علوم القرآن، ص:56۔ مکتبہ دار العلوم کراچی، 1994

[16] صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، رقم الحدیث: 4925

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ { 5 } سورة المدثر آية 1-5 ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ : وَهِيَ الْأَوْثَانُ الَّتِي كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُونَ ، قَالَ : ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ .[17]

رسول کریم ﷺ وحی کے کچھ دنوں کے لیے رک جانے کا ذکر فرمارہے تھے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے اچانک آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی۔میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ (جبریل علیہ السلام) جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔میں ان سے بہت ڈرا اور گھر واپس آکر میں نے کہا کہ مجھے چادر اڑھادو چنانچہ گھر والوں نے مجھے چادر اڑھادی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یا أیها المدثر * قم فأنذر "اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیئے۔"ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الرجز جاہلیت کے بت تھے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔راوی نے بیان کیا کہ پھر وحی برابر آنے لگی۔

اب دوبارہ ان تینوں احادیث (صحیح بخاری:3:4925:4954) کو بغور پڑھا جائے تو ایک جملہ جسے عربی اور اردو ہر متن میں انڈر لائن کیا گیا ہے۔جو کہ تینوں احادیث میں ذکر ہوا ہے وہ ہے فترۃ وحی (یعنی وحی کا رک جانا)۔اس بات کی بہترین وضاحت مولانا مودودی صاحب نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں سورہ مدثر کا شان نزول بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ :

"امت میں بالاتفاق یہ بات مسلم ہے کہ پہلی وحی جو حضورؐ پہ نازل ہوئی وہ اقرا باسم ربک الذی خلق سے مالم یعلم تک ہے۔البتہ صحیح روایات سے جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ پہلی وحی کے کچھ عرصہ بعد تک رسول اللہ ﷺ پہ کوئی وحی نازل نہیں ہوئی پھر اس وقفے کے بعد جب از سر نو نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو اس کا آغاز سورہ مدثر کی آیات (انہی پہلی سات آیات) سے ہوا۔"[18]

مزید وہ سورہ علق کے شان نزول میں لکھتے ہیں۔

"اس سورۃ کے دو حصے ہیں پہلا حصہ اقراء سے شروع ہو کہ پہلی پانچ آیات پہ مبنی ہے اور دوسرا حصہ کلا ان الانسان لیطغی سے شروع ہو کر آخر سورۃ تک چلتا ہے۔یہاں وہ پھر حضرت عائشہؓ والی حدیث کا حوالہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سن کر آغاز وحی کا پورا قصہ بیان کیا ہے اور دوسرے حصے کے متعلق ابن عباسؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب ابو جہل نے دھمکیاں دینی شروع کیں تو اس واقعے کی بنیاد پہ سورۃ کا دوسرا حصہ جو کہ کلا سے شروع ہو رہا ہے نازل ہوا۔مزید تفصیلات کے لئے تفہیم القرآن کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے"[19]

تفسیر ابن کثیر میں بھی حضرت عائشہؓ والی حدیث بیان کی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس سورہ کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے کہ پس قرآن کی باعتبار نزول سب سے پہلی آیتیں یہی ہیں، یہی پہلی نعمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں پہ انعام کی اور یہی پہلی رحمت ہے جو اس ارحم الراحمین نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں دی"[20]

سبل الھدیٰ والرشاد میں عبید بن عمیر سے روایت بیان کی گئی ہے کہ خواب میں آپؐ نے جبرئیل امین کو دیکھا اور پھر سارا وہی واقعہ جو کہ حضرت عائشہؓ والی حدیث کا ہے نقل کیا گیا جس میں پہلی پانچ آیات سورہ علق کی تعلیم دی گئیں۔اور جب آپؐ بیدار ہوئے تو آپؐ کے قلب اطہر پہ یہ آیات نقش ہو چکی تھیں۔اس کے بعد براء بن عازب کی ایک روایت بیان کرتے ہیں، جس میں آپؐ کے سینہ مبارک کو چاک کرنے، قلب کو دھونے اور جبرئیلؑ امین سے نبوت کی بشارت اور سورہ علق کی پہلی پانچ آیات پڑھنے کا کہا گیا۔اس سورہ کا یہی حصہ ابتدا میں نازل ہوا اور باقی سورت بعد میں نازل ہوئی۔[21]

مزید حافظ ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ بعض علما نے فرمایا ہے کہ فترت الوحی کی مدت دو سال یا اڑھائی سال تھی، ظاہر ہے یہ وہ مدت ہے جس میں حضرت میکائیلؑ آپؐ کے ہمراہ رہے، جیسا کہ امام شعبی وغیرہ نے لکھا ہے، یہ اس امر کے منافی نہیں ہے کہ اس سے قبل حضرت

---

17 صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، رقم الحدیث: 4954

18 مودودی، مولانا ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ج:6۔ص:138۔اردو ترجمان القرآن، لاہور،

19 تفہیم القرآن، ج:6۔ص:392-394۔

20 ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج:5۔ص:593۔تخریج، کامران طاہر، مکتبہ اسلامیہ، 2009

21 الشامی، امام محمد بن یوسف الصالحہ، سبل الھدیٰ والرشاد، ترجمہ، پروفیسر ذوالفقار علی ساقی، ج:2۔ص:757-761، زاویہ پبلشر لاہور، 2012

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

جبرائیلؑ اقرا ء کا نزول کر چکے تھے۔ پھر وہ فترۃ الوحی کی مدت آگئی جس میں حضرت میکائیل آپؐ کے ہمراہ رہے، پھر حضرت جبرائیلؑ یا ایھا المدثر لے کر آپؐ کے پاس آگئے اور پھر لگاتار وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔[22]

علامہ جلال الدین سیوطیؒ طبرانی کی کتاب الکبیر کا حوالہ نقل کرتے ہیں جس میں سے ایک ایسی سند جس کے صحیح ہونے کی شرائط پائی جاتی ہیں روایت کی ہے: "عطاردی نے کہا! ابو موسیٰؓ ہمیں قرآن سکھانے کے وقت حلقہ باندھ کر بٹھاتے تھے اور خود دو سفید وشفاف کپڑے پہن کر وسط میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور جس وقت وہ اس سورہ اقراء باسم ربک الذی کو پڑھتے تو کہا کرتے یہ پہلی سورۃ ہے جو محمد ﷺ پہ نازل ہوئی"[23]

اس روایت کے بعد وہ چند مزید حوالے بھی نقل کرتے ہیں جس کے لئے اس کتاب کا مطالعہ مفید رہے گا،

اس کے علاوہ غامدی صاحب اور شہزاد سلیم صاحب کی طرف سے جو اعتراض شہاب زہریؒ کی روایت پہ لگایا جاتا ہے تو اس کی وضاحت بھی یہاں کرنی مناسب ہو گی تاکہ ان اس حدیث کی سند پہ اعتراض بھی ختم کیا جا سکے۔ کیونکہ اگر شہاب زہری کی شخصیت میں عدول، ثقاہت جیسی خصوصیات نہ ہوتیں تو امام بخاری انہیں اپنی صحیح میں روایت نہ کرتے۔ ان پہ حافظ محمد عبدالقیوم صاحب نے ایک زبردست تحقیق کی ہے، جس میں تفصیلات درج ہیں، میں ان کا خلاصہ یہاں نقل کرتا ہوں۔

"خلاصہ بحث یہ ہوا کہ امام زہریؒ کی شخصیت کو مجروح قرار دینے کے لئے جو الزامات ان پہ لگائے گئے وہ اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتے، ابن شہاب زہریؒ امام فی الحدیث، اور جلیل القدر تابعی ہیں، اور امام زہریؒ اپنے دور میں علم وفضل اور تقویٰ وورع کے لحاظ سے پہچانے جاتے تھے، اس کے ساتھ امام زہریؒ روایت حدیث میں حد درجہ احتیاط برتتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آئمہ حدیث اور جید علمانے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور علم حدیث سے مستفیذ ہوئے۔"[24]

"امام لیث بن سعد جعفر بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عراک بن مالک سے کہا اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فقیہ کون ہے، تو انہوں نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حدیث کا گہرا اور وسیع علم رکھنے والے عروہ بن زبیرؒ تھے اور میرے نزدیک ان سب میں سب سے بڑے عالم ابن شہاب زہریؒ تھے۔"[25]

یہ حوالہ دونوں شخصیات عروہ بن زبیرؒ اور ابن شہاب زہریؒ کی شخصیت اور کردار کو واضح کرتا ہے۔ "امام زہریؒ نے جن بڑے تابعین سے علم حاصل کیا ان میں عروہ بن زبیر شامل ہیں۔"[26]

"یحیٰ بن بکیر، لیث بن سعد، اور عقیل جنہوں نے شہاب زہری سے روایت کی، ان کو بلند پایہ عالم کہا جاتا ہے پھر عروہ بن زبیر نے یہ حدیث اپنی خالہ سیدہ عائشہؓ سے روایت کی جس پر ان کے طرز بیان کی گہری چھاپ پائی جاتی ہے، مزید حوالے کے لئے حوالہ جاتی کتب کا مطالعہ مفید ہے۔[27]

یہاں اک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر امام زہریؒ کی شخصیت اتنی ہی ناقابل اعتبار تھی، اور ان میں اس قدر تضاد صفات جمع تھیں، کہ یہ شخصیت، امام سعید بن مسیب، امام مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام علی بن مدینی اور امام بخاری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین) سب کی نظروں سے اوجھل رہی اور دین فطرت کے داعی جاوید احمد غامدی صاحب کو یہ سب تضادات نظر آگئے۔

یہاں سیدہ صدیقہ سے ایک روایت بیان کی جاتی ہے جو کہ اوپر بیان کی گئی بحث کے لئے تتمہ کے طور پہ بیان کی جاتی ہے۔

---

22 سبل الھدیٰ والرشاد، ج:2۔ ص:757-794

23 الاتقان فی علوم القرآن "ص:57

24 عبدالقیوم، حافظ محمد، امام ابن شہاب زہریؒ اور ان پہ اعتراضات کا تحقیقی جائزہ، ص:52، شیخ زاید اسلامک سنٹر، لاہور، 2006

25 عابدی، سید سعید احسن، حدیث کا شرعی مقام، ص: 73، ج: اول، کتاب وسنت ڈاٹ کام۔ 2014

26 حدیث کا شرعی مقام۔ ص: 73۔ ج: اول،

27 حدیث کا شرعی مقام۔ ص: 98۔ ج: اول،

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.8.No.3 2025

"سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کوئی بھی برائی نبی کریمؐ کے نزدیک جھوٹ سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھی، بعض اوقات کوئی شخص نبی اکرمؐ کے سامنے کوئی غلط بیانی کرتا، تو یہ بات مسلسل آپؐ کے ذہن میں رہتی، جب تک آپؐ کو اس کا پتہ نہیں چل جاتا کہ اس نے بعد میں اس سے توبہ کرلی ہے"[28]

"حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جو شخص مجھ سے کوئی حدیث یہ جانتے ہوئے بیان کرے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک ہے"[29]

یعنی ایک وہ شخص جس نے جھوٹی حدیث گھڑی، دوسرا جس نے بیان کی۔

خلاصۃ البحث:

اوپر تمام تر کی گئی بحث سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں کہ :

1۔ صحیح بخاری جو کہ اہل سنت کے نزدیک قرآن کے بعد سب سے مستند مانی جانے والی کتاب ہے۔اس میں واقعی وہ احادیث درج کی گئی ہیں جو کہ سند اور متن کے لحاظ سے صحیح ترین ہیں۔اسی لئے اسے کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب مانا جاتا ہے۔

2۔غامدی صاحب نے صحیح بخاری کی جو حدیث بیان کی، وہ ہر لحاظ سے درست ہے، مگر وہ اس حدیث کو باقی حدیثوں سے تطبیق دینے میں غلطی کر گئے۔

3۔درج بالا احادیث اور سیرت کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی کہ اقراء باسم ربک الذی قرآن کریم کی ابتدائی آیات اور پہلی وَحی ہے، اور اس کے بعد کچھ عرصہ کے لئے وحی رک گئی، (شاید وہ اس لئے تاکہ حضورؐ کو اشتیاق پیدا ہو کہ یہ وحی کا سلسلہ چلتا رہے، اور وہ اجنبیت ختم ہو جائے جو کہ پہلی وحی کے بعد نظر آتی ہے۔)، اور اس درمیانی وقفے کو فترت وحی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

4۔اس کے بعد حضرت جابرؓ والی حدیث یہ بیان کرتی ہے، کہ فترت وحی کے بعد جو پہلی آیات نازل ہوئیں وہ سورہ المدثر کی تھیں، اور اس کے بعد وحی کا سلسلہ نہیں رکا۔

5۔صحابہ کرام کا عدول قرآن کریم سے بھی ثابت ہے، لہٰذا ان سے ایسی خطا کا ہونا محال ہے۔ کہ وہ نبی کریمؐ کی طرف افترا باندھیں۔

6۔چونکہ حضرت عائشہؓ سے ہی جھوٹ کی قباحت پہ مبنی حدیث بیان کی گئی تو یہ تصور کرنا کہ انہوں نے جو واقعہ بیان کیا وہ جھوٹ ہے، تو یہ کہنا مناسب نہیں ہے۔

7۔حضرت علیؓ کی روایت، اور دیگر روایات میں نبی کریمؐ کی طرف جھوٹ باندھنے والے کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا گیا، تو صحابہؓ سے ایسی غلطی کا سرزد ہونا محال ہے۔(العیاذ باللہ)

8۔احادیث کو تطبیق دیئے بغیر رائے قائم کر لینا مناسب نہیں ہے، بلکہ کم از کم ایک موضوع پہ مبنی صحیح احادیث کو اکٹھا کر کے تو کوئی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔اختلاف رائے کا حق ضرور ہے، مگر یہ مد نظر رہے کہ کسی ایسی ہستی کی شان میں ایسے جملے نہ بولے جائیں جو کہ پچھتاوے کا باعث بنیں۔اور کسی بھی ایک مستند حدیث کو نہ جھٹلایا جائے۔ اگرچہ چند ایک علما نے اس پہ اختلاف کیا لیکن حدیث کی صحت سے انکار نہیں کیا گیا۔

9۔امام زہریؒ پہ اعتراضات سے ایک بڑا ذخیرہ حدیث ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

---

28 صحیح ابن حبان، ذکر البیان بان الکذب یسود وجہ صاحبہ فی الدارین، رقم الحدیث:5736، شبیر برادرز، لاہور،

29 سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ:38